

ابنے دھنے کر شمع



ظفر اقبال

اپنے حصے کر شمع

70 ویں یوم آزادی پاکستان کے موقع پر
سماجی شعبہ سے مسلک کارکنان کے لیے ایک راہنمائی

اپنے حصے کی شمع

ظفر اقبال

بانی ادارہ

دی این جی او ولٹر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اپنے حصے کی شمع

ظفر اقبال

اگست 2017

گرین گلڈ میڈیا

گرین گلڈ ہاؤس، جٹوالا، وہاڑی روڈ ملتان، پاکستان

www.greatergoodpk.com

www.ajcommunications.pk

نام تابچہ

مصنف

اشاعت

ناشر

ڈیزائنگ

انتساب

ان تمام سماجی کارکنان کے نام،
جو خلوص نیت اور استقامت سے انسان دوستی
کی شمع جلانے ہوئے ہیں۔

اس سال 14 اگست 2017ء کو ہم وطن عزیز کی 70 ویں سالگرہ منار ہے ہیں۔ یوم آزادی پاکستان کی تقریبات حب الوطنی کے ساتھ رواتی جوش و جذبے سے منعقد کی جا رہی ہیں۔ حکومت کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اور ادارے اپنے طور پر 70 سالہ آزادی کی تقریبات کا اہتمام کر رہے ہیں۔ 14 اگست منانے کا مقصد، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس عظیم الشان نعمت کا شکر ادا کرنا ہے جو پاکستان کی صورت میں ہمیں دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ساتھ یہ ہمارے آباؤ اجداد کی عظیم جدوجہد کا ثمر بھی ہے۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائد عظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ کی سیاسی و آئینی جدوجہد اور ہمارے بزرگوں کی لا زوال قربانیوں کی ایک طویل داستان ہے جو حصول پاکستان کے دوران رقم ہوتی۔ اس لحاظ سے 14 اگست تجدید عہد کا دن بھی

اپنے حصے کی شمع ہے۔ ہم اللہ رب العزت کے شکرانے کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کی روحوں سے بھی یہ عہد کرتے ہیں کہ ہمیں جونخت الہی پاکستان کی صورت میں حاصل ہوئی ہم اپنے تینیں پوری کوشش کریں گے کہ جن مقاصد کے لیے پاکستان کا قیام عمل میں لا یا گیا ہم ان نظریات کا تحفظ کریں گے اور اسے ایک مثالی فلاجی ریاست بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔

میر اعلق سماجی شعبے سے ہے اور میں ایک غیر سرکاری تنظیم سے وابستہ ہوں۔ اسے این جی او سیکٹر (NGO Sector) بھی کہتے ہیں یہ حکومت اور صنعت و تجارت کے بعد معاشرے کا اہم ستون ہے۔ شعبہ سماجی خدمات کی اہمیت و افادیت کو عالمی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے اور اقوام متحده نے اس کے اثرات کو تبول کیا ہے۔ اگر ملکی سطح پر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شعبہ تعلیم، صحت عامہ، خواتین کی فلاح اور حقوق، بچوں کی بہبود اور نوجوانوں کی ترقی وغیرہ کی منصوبہ سازی میں شعبہ سماجیات کے ماہرین اپنا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سال 14 اگست کے موقع پر جہاں حکومت اور عوام الناس مختلف تقریبات میں آزادی کی قدر و قیمت اور استحکام پاکستان کے حوالے سے گفتگو کریں گے تو وہاں پر میں سماجی شعبے کی جانب سے ایک تجدید عہد پیش کر رہا ہوں۔ میں ایک سماجی کارکن، فلاجی ادارے کے بانی اور سربراہ ہونے کی حیثیت سے یوم

آزادی پاکستان کی اہمیت کا شعور اجگر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نقطہ نظر سے دوستوں کو | اپنے حصے کی شعبہ روشناس کرنا چاہتا ہوں۔

میں اس خوب صورت اور مقدس دن کے موقع پر اپنی گزارشات اس تحریر کی شکل میں پیش کر رہا

ہوں مجھے امید و اثق ہے کہ میری معروضات
اداروں کے ساتھ ساتھ عوامی حقوق تک بھی
پہنچیں گی۔

ہمیں جو نعمت الہی پاکستان کی صورت میں حاصل ہوئی ہم
اپنے تیس پوری کوشش کریں گے کہ جن مقاصد کے لیے
پاکستان کا قیام عمل میں لا یا گیا ہم ان نظریات کا تحفظ کریں
گے اور اسے ایک مثالی فلاحی ریاست بنانے میں اپنا بھرپور
کردار ادا کریں گے۔

عزیز دوستو! این جی او سیکٹر سماجی خدمات کی
انجام وہی کرتا ہے۔ اس شعبے پر کئی
اعترافات بھی ہوتے ہیں تاہم میں اپنے

خیالات کا اظہار سماج کی امانت کے طور پر کر رہا ہوں۔ میں عوام کو بھی جواب دہ ہوں کہ انہیں
 بتاؤں کہ ہم رفاهی امور کیوں انجام دیتے ہیں؟ بعض حلقوں یہ بھی کہتے ہیں کہ افراد کی زندگیوں
 میں ثابت تبدیلی لانا، خوشحالی اور سماجی تغیری و ترقی حکومت کے کرنے کے کام ہیں اور یہ این جی

اپنے حصے کی شمع

اوڑ، فلاجی ادارے اور سماجی کارکرکن ماسوائے شور شرابے کے اور کچھ نہیں ہیں! میں اس سوچ کو رد کرنے بغیر اپنا فقط نظر پیش کروں گا تاکہ واضح ہو کہ خدمتِ خلق اور سماجی ترقی کے حوالے سے میرے خیالات کیا ہیں۔ میں خیر و بھلائی کی ضرورت و اہمیت کو جاگر کرنے کے لیے اس واقعہ کا سہارا لیتا ہوں:

ایک شخص کا معمول تھا کہ وہ روزانہ صبح کی سیر کے لئے سمندر کے کنارے پر جاتا اور وہاں فطرت کے دلکش مناظر سے اٹاف انداز ہوتا۔ ایک روز اُس نے ساحل سمندر پر بے شمار ستارہ مچھلیاں (Star Fish) پانی کے بغیر تڑپتی اور دم توڑتی ہوئی دیکھیں۔ ہوا پوں کہ رات سمندر میں تیز طغیانی آئی اور پانی کی ایک بڑی موج کے نتیجے میں لاکھوں کی تعداد میں ستارہ مچھلیاں سمندر سے باہر خشکی پر آگریں جبکہ پانی واپس سمندر میں چلا گیا۔ وہ خشکی پر تڑپ تڑپ کر دھیرے دھیرے مر رہی تھیں۔ اس شخص نے آخری سانس لیتی ہوئیں مچھلیوں کو اٹھا کر واپس سمندر میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں وہاں سے ایک راگیکر کا گزر ہوا تو اس نے پوچھا کہ بھائی یہ کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے



اپنے حصے کی شمع | جواب دیا کہ ان مرتبی ہوئی مچھلیوں کو واپس پانی میں ڈال رہا ہوں تاکہ ان کی جان نجح سکے۔ وہ راگہیر بولا ”تم پاگل ہوتے ہمارے اس عمل سے کیا فرق پڑے گا؟ یہاں لاکھوں کی تعداد میں مچھلیاں پڑی ہیں اور تم ایک ہو۔ اس طرح کتنی مچھلیوں کی زندگی بچا پاؤ گے“، اُس شخص نے اپنا کام روکے بغیر اس کی طرف دیکھا اور ایک مچھلی سمدر میں پھینکی پھر اس سے خاطب ہوا ”کم از کم اس ایک مچھلی کی جان تو نجح گئی اور اس کی زندگی میں توفرق پڑ گیا...“

یہ واقعہ میرے لیے خوب بھلائی کے نظریے کی عکاسی کرتا ہے۔ میری جب سماجی کارکنوں اور نوجوانوں سے نشست ہوتی ہے تو ان سے یہی کہتا ہوں کہ سماجی کارکنوں، رضا کاروں اور سماجی شعبے سے وابستہ افراد کا یہی طریقہ کار ہے۔ این جی اوسکی طریقہ سے وابستہ افراد پورے معاشرے یا ملک و قوم پر کوئی واضح فرق نہ بھی دکھائیں لیکن کم از کم وہ اپنی سطح پر رفاقتی سرگرمیوں کی بدولت ایسے چھوٹے چھوٹے خلپر کرتے ہیں اور انہی چھوٹی مولیٰ فلاہی سرگرمیوں کے ذریعے تبدیلی لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے متاثر و اثرات پورے معاشرے پر نہ ہی لیکن چند لوگوں کے مسائل تو حل ہوتے ہیں اور ان کی زندگی میں ثابت تبدیلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر قدرتی آفات (سیلاب، زلزلہ وغیرہ) میں لاکھوں انسانوں کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں اور نظامِ زندگی

درہم برہم ہو جاتا ہے اس مصیبت و ابتلاء کے وقت اگر کوئی سماجی کارکن انسانیت کے مسائل | اپنے حصے کی شع
کے حل کے لیے کمر بستہ ہو جاتا ہے، اس کی تگ دو اور میجر حضرات کے تعاون سے 100 گھروں کی تعمیر عمل میں لائی جاتی ہے تو وہ 100 خاندان، جن کے افراد خانہ کی تعداد کم و بیش 500-600 ہو گی۔ انہیں چھٹ مل گئی اور ان کی مشکلات میں کمی آگئی۔ اسی طرح اگر کوئی رفاهی ادارہ ایسے 10 بچوں کی تعلیمی کفارالت کر رہا ہے جو باصلاحیت اور ذہین ہیں لیکن ان کے پاس تعلیمی موقع نہیں ہیں اور وہ اپنے نامساعد معاشی حالات کی وجہ سے علوم و فنون حاصل کرنے سے قاصر ہیں وہ اپنے والدین کی امیدوں کا محروم رکز ہیں اور انہیں اپنی منزل تک پہنچنے میں امداد یا تعاون میسر آ جاتا ہے تو وہ کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ کر اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے لئے بھی باشمور، مفید اور ذمہ دار شہری ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح اگلی کئی نسلوں کی زندگی پر ثابت اور خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اعتراض کرنے والے یقیناً یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ جو فائدہ ہوا ہے 100 گھروں کی تعمیر سے یا 10 بچوں کی اعلیٰ تعلیم سے، اس سے فلاح کے اُس عظیم سفر کا آغاز ہو گیا ہے جوڑ کے گانہیں، بلکہ کڑی در کڑی آگے بڑھے گا۔ حوصلہ شکنی کرنے والے عناصر کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ اگر آپ لوگ سماجی کارکنوں یا فلاجی اداروں پر تقيید

اپنے حصے کی شمع
برائے تقييد کا عمل جاري رکھیں گے تو اس سے جو فلاج و بہبود اور سماجی ترقی کا کام ہو رہا ہے وہ بھی متناثر ہو گا۔ اس لیے ہمیں اجتماعی طور پر اس فلاجی نظر یئے اور ثابت قلکل کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جہاں پر ما یو ی، نا اميدی اور مصالح و پریشانیوں کے گھٹاؤ پ اندر ہیرے ہیں وہاں پر یہی سماجی کارکن فلاج و بہبود، احساس و

ہمدردی اور ایثار و قربانی کی شمعیں جلاتے ہیں۔

لہذا ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے اور سماجی کارکنوں کے حوصلے پست کرنے کی بجائے اپنی حصے کی شمع جلائے، مجھلی کو پانی میں واپس پھینکنے

حوالے شکنی کرنے والے عناصر کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ اگر آپ لوگ سماجی کارکنوں یا فلاجی اداروں پر تقييد برائے تقييد کا عمل جاري رکھیں گے تو اس سے جو فلاج و بہبود اور سماجی ترقی کا کام ہو رہا ہے وہ بھی متناثر ہو گا۔

والے شخص کی طرح کسی ایک انسان کی زندگی میں آسانی اور بہتری لانے کا باعث بنے۔ ثابت

اور اچھے کام کرنے والوں کی بہت بندھائے۔ اس سے معاشرے میں اميد کا ماحول پیدا ہو گا

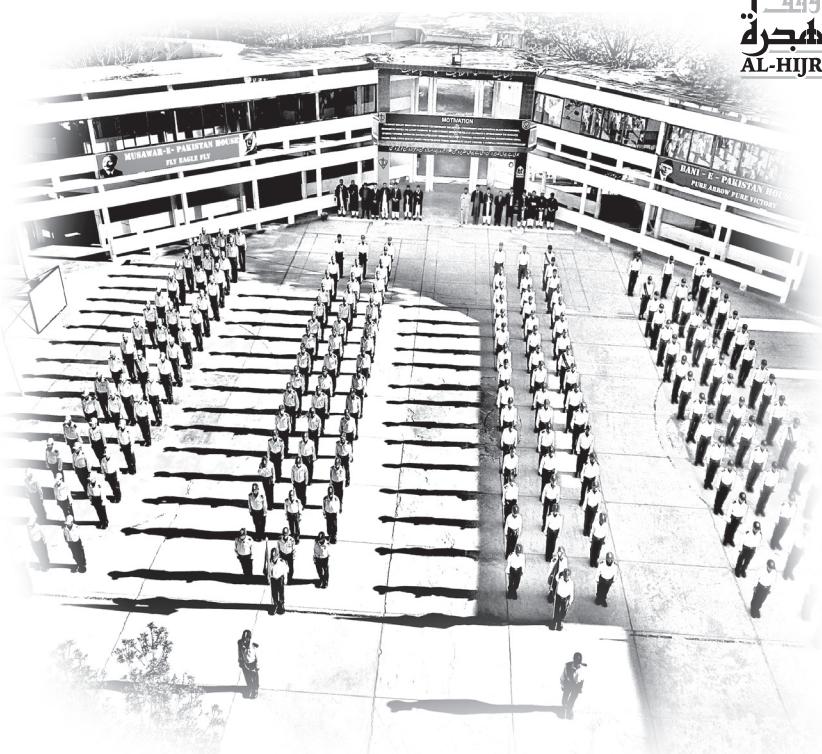
اور افرادِ معاشرہ کو اطمینانِ نصیب ہو گا۔

عظمیم شاعر احمد فراز نے اسی نکتے کو خوبصورت انداز میں کچھ یوں پیش کیا ہے:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

پاکستان میں بہت سے ادارے مثالی رفاهی پروگرام اور منصوبوں کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ جن میں ایک قابل ذکر ادارہ ”البھر ہٹرست“ ہے جس کے تحت زیارت صوبہ بلوچستان میں البحرہ ریزیڈنسیل سکول و کالج بڑی کامیابی سے مستحق طلباء کی تعلیمی منازل روشن کر رہا ہے۔ اس ادارے میں صوبہ بھر کے دور راز علاقوں اور پسمندہ وغیریب آبادیوں کے ذیں اور باصلاحیت طلبہ جدید عصری معیاری علوم سے خوشہ چینی کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ ان غریبوں اور زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم والدین کے لیے امید کی کرن ہے یہاں سے ہر سال فارغ التحصیل طلباء میراث پر یونورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیمی مدارج کے حصول کے لیے منتخب ہوتے ہیں۔ البحرہ ہٹرست بلاشبہ ان لوگوں کے لیے امید کا پیغام اور روشنی کا مینار ہے۔

اس سال یوم آزادی پاکستان کے موقع پر صوبائی حکومت بلوچستان کے زیر انتظام ایک پروقار تقریب میں ”البھر ہ سکول اینڈ کالج زیارت“ کی شاندار تدریسی کا رکردوگی پر روشنی ڈالی گئی اور



البھر ہڑست کے فتنظیمین کی اسلام سے وابستگی، پاکستانیت، انسان دوستی اور فلاجی خدمات کو اپنے حصے کی شع
 خوب سراہا گیا۔ اس موقع پر حکومت بلوچستان نے ادارے کے چیئرمین عبدالکریم ثاقب کو صوبہ
 بھر میں معیاری تعلیم کے فروغ اور خدمت ملک و قوم کے اعتراض میں ”ایکسیلنس ایوارڈ“ سے
 نواز۔ یقیناً یہ البھر ہڑست کی علم دوستی اور اعلیٰ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے جسے عوامی حلقوں
 کے ساتھ ساتھ حکومت بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس اعزاز پر عبدالکریم ثاقب صاحب
 اور عبدالرحمن عثمانی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ایثار و ہمدردی، انسان دوستی
 اور علم پروری کو مزید تقویت بخشنے۔ اور انہیں جزاً عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

ہمارے ملک کے مختلف حصوں میں غربت و افلاس نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ وطن
 عزیز میں ایسے قبیلے اور برادریاں کبھی آباد ہیں جنہیں زندگی کی بنیادی ضروریات تک میر
 نہیں۔ وہ تعلیم و صحت کی سہولیات کے ساتھ ساتھ دو وقت کی روٹی کے لیے بھی مجبور و محروم
 ہیں۔ ایک ایسے ہی پسمندہ قبیلے کے ایک باشمور فرد نے فلاجی اداروں کی معاونت سے اپنے
 قبیلے کی پسمندگی اور جگہالت کے خاتمے کے لیے ذہین اور ہونہار طلبہ و طالبات کو تعلیمی و نطاائف
 دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ کیونکہ وہاں کے مغلوک الحال والدین اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت

اپنے حصے کی شمع

کے اقتصادی طور پر متحمل نہیں تھے اور اس وجہ سے اپنے بچوں کی پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے تھے ان کا خیال تھا کہ اگر انہیں چند ابتدائی جماعتیں پڑھا بھی دیں تو معاشری وسائل کی عدم دستیابی کی بناء پر یہ آگے نہیں بڑھ سکتیں گے۔ لیکن جب اس برادری کے باشمور شخص نے اپنی قوم کی زندگی میں ثابت اور خوشنگوار تبدیلی لانے کی غرض سے نادار بچوں کی تعلیمی کفالت کا بیڑا اٹھایا تو وہاں والدین کے ساتھ ساتھ بچوں میں بھی حصول علم کا ولوہ اور جذبہ شدت پکڑ گیا۔ اب انہیں یقین ہو گیا کہ اگر ہم پر انہری تک پڑھ لیں گے تو یہ شخص ہمارے بچوں کے مستقبل کو تاریک نہیں ہونے دے گا۔

ایسی اور بھی بے شمار مثالیں ہیں۔ بہت سے افراد انفرادی طور پر اور فلاحتی ادارے اپنے وسائل کے مطابق اجتماعی طور پر قوی زندگی میں آسانی اور بہتری لانے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ لہذا حوصلوں کو پست کرنے کی بجائے مغلوق خدا کی بجائی اور بہتری کے لئے ثابت اور ٹھوس بنیادوں پر اقدامات کریں۔ عموماً الناس اچھے کام کرنے والے رفاهی اداروں کا ساتھ دیں فلاج کاروں کے دست و بازو ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ہمت بندھائیں۔

| اپنے حصے کی شع

سماجی کارکنوں سے گزارش ہے کہ لوگوں کی باتوں سے مایوس نہ ہوں اور پروپیگنڈہ کرنے والوں کو نظر انداز کریں، اگر آپ کی جدوجہد سے کسی ایک فرد کی زندگی میں کوئی آسانی کا پہلو آتا ہے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے کنوں کھل اٹھتے ہیں تو وہ ایک مسکراہٹ آپ کی ساری تھکن، اکتاہٹ اور حوصلہ لشکنی کو زائل کر دے گی اور آپ کو آگے بڑھنے کا حوصلہ، ہمت اور جذبہ عطا کرے گی۔ دوسروں کی زندگی میں آسانیاں لا کر اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیر کر سماجی کارکن کو جو لذت ملتی ہے اس لذت اور طہانیت سے وہ لوگ یقیناً نا آشنا ہیں جو غیر متحرک اور منفی سوچ والے ہیں۔ انہیں شاید اپنی ضروریات اور اپنے بچوں کی خواہشات پوری کرنا اچھا لگتا ہے لیکن وہ ان خوشنگوار احساسات سے محروم ہیں جو سماجی کارکن اور فلاح کار اپنے اہل خاندان کے ساتھ ساتھ دوسروں کی خوشی اور بہتری کے لیے فلاحی امور انجام دے کر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ سماجی کارکنوں، فلاحی اداروں کے رضا کاروں اور کارکن عمل کو منفی نتیجہ چینی اور تقتید برائے تقتید سے نہیں گھرا رہا

چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ وہ زیادہ جوش و جذبے کے ساتھ مصائب و آلام میں گھری انسانیت کے دکھوں کا مداوا کریں اور ان میں خشیاں باشیں۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے پیارے نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کی خیر و بھلائی اور دُکھی لوگوں کی دادرسی کی تعلیمات دی ہیں۔

خیر الناس من ينفع الناس

اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں خلوص عطا فرمائے اور ہمارے سارے جذبے، اخلاص اور کاوشیں اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے ہوں۔ پرو دگار ہمیں ریا کاری، منافقت اور نمود و نمائش سے بچائے (آمین)۔

خدمتِ خلق کا راستہ حقوق العباد کی ادائیگی میں مضر ہے اور یہی ہم مسلمانوں کا نظریہ خدمت بھی ہے۔ دنیا کسی اچھائی کا صلنیبیں دے سکتی اور نہ ہی لوگوں سے ایسی توقعات وابستہ رکھنی چاہیے۔ کیونکہ صلد خدمت اللہ تعالیٰ نے دینا ہے اس کی توقع بندوں سے کیسے کی جاسکتی ہے۔ انسان تو ویسے بھی بے بس ولا چار ہے۔ مالک حقیقی ہی ہمارے اعمال، افعال اور اقوال کا محافظ ہے۔

بے شک وہ بہترین صلہ، انعامات و اکرامات عطا کرنے والی ذات ہے۔ بے شک خدمتِ خلق اپنے حصے کی شمع کا منہا ہے مقصود اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رحمتوں کا حصول ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی فلاح کی منزل حاصل کر سکیں۔

معلم کائنات، محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں ہمیں اللہ کے احکامات کی بجا آوری اور عبادات کی انجام دہی کا طریقہ کار سکھایا ہے وہاں آپ ﷺ نے اللہ کی مخلوق سے بھی حسن سلوک اور پیار و محبت کا حکم دیا ہے۔ حقیقی طور پر کامیاب ہیں وہ لوگ جو اس نفسانی اور ابتلاء کے دور میں اللہ کے بندوں کے کام آتے ہیں۔ پریشانیوں اور مصائب میں ان کی تکالیف کے خاتمے کا باعث بنتے ہیں اور مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی کاوشوں، احساسات اور خلوصِ حیثت کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ انہیں اس کا بہترین صلہ اور اجر ملے گا۔

سیرت النبی ﷺ خدمتِ خلق، ایثار و قربانی، انسانی ہمدردی اور فلاح و بہبود کے لاتعداد و اقعات سے مزین ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ایسی آن گنت روشن مثالیں ہیں جن سے انسانی خدمت، خیر و بھلائی کے امور کو دوام اور وسعتِ نصیب ہوتی ہے۔

اپنے حصے کی شمع

ایک دفعہ رسول ﷺ عیید کی نماز کی ادائیگی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ ﷺ وایک روتا ہوا بچ ملا۔ معلوم ہوا کہ یہ بچ پتی تم ہے۔ آپ ﷺ اس بچ کو گھر لائے اس کے لئے نئے کپڑوں کا انتظام کیا اور فرمایا کہ محمد ﷺ تمہارا باپ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں ہے۔

سیرت النبی ﷺ کا یہ واقعہ ہمیں تیجوں، مسکینوں اور لاوارثوں کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی کا سبق دیتا ہے۔ لیکن ہمارے اکثر کرم فرم اس امر پر متعرض ہیں کہ اس قسم کی خیرات و امداد مثلاً کسی کو کپڑے دینا، کھانا کھلانا اور ضروریات زندگی کا سامان فراہم کرنا افادیت کی حامل سرگرمی نہیں ہے اس سے کچھ خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ میں ذاتی طور پر اس رائے یا نقطہ نظر سے اختلاف کرتا ہوں کیونکہ مذہب اسلام ایک مکمل صاباط حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو اور ہر قدم پر راہنمائی کرتا ہے۔ امداد و خیرات، عطیات اور سماجی فلاح و بہبود کی اپنی الجگہ پر اہمیت مسلمہ ہے۔ اس سے معاشرے میں امن و امان قائم ہوتا اور جرام کا خاتمہ ہوتا ہے، سماجی زندگی میں بہتری اور اصلاح پیدا ہوتی ہے۔ مستحکم اور مستقل بنیادوں پر سماج کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی بھی نہایت اہم ہے جس سے انسانیت کے مسائل اور مشکلات ختم ہوتی ہیں۔ ٹھوں بنیادوں پر

مخلوقِ خدا کی معاشی بحالی اور تعمیر و ترقی کے دور رس نتائج مرتب ہوتے ہیں جس سے رفاهی | اپنے حصے کی شمع اُمور کو مزید وسعت اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ لہذا امدادی و خیراتی سرگرمیوں، ترقیاتی منصوبہ جات اور بڑے پیمانے پر اجراء کردہ فلاحتی پروگراموں کا اپنا اپنا الگ مقام ہے جنہیں کسی صورت

میں بھی روشنیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ فلاحت و بہبود اور سماجی تعمیر و ترقی کے نصب اعین کے ہمراہ خیر و بھلائی کے اُمور بھی انجام دینے چاہئیں۔

خدمتِ خلق کا راستہ حقوق العباد کی ادائیگی میں مضمرا ہے اور یہی ہم مسلمانوں کا نظریہ خدمت بھی ہے۔ دنیا کسی اچھائی کا صلنیں دے سکتی اور نہ ہی لوگوں سے ایسی توقعات وابستہ رکھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سیرت النبی ﷺ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے ذکھر، تکلیف، پریشانیوں اور مسائل میں ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ خلق خدا کے ساتھ حسن سلوک،

رواداری اور ایثار و ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔ احترام آدمیت ہی مذہبِ اسلام کی بنیادی اکائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہمیں یہ درس بھی ملتا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا مظاہرہ کرو۔

اپنے حصے کی شمع

آپ ﷺ پر روزانہ ایک بوڑھی عورت کوڑا چینگتی ہے آپ ﷺ کے خلاف نازیبا کلمات اور نعوذ باللہ آپ ﷺ کو جادو گر کرتی ہے لیکن جب وہ بیمار ہونے کی وجہ سے اپنے معمول کے مطابق رحمت اللہ علیمین ﷺ پر کوڑا نہیں چینگ سکتی تو آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور اس کی تیارداری کرتے ہیں۔ اس کا پانی بھر کے لاتے ہیں۔ اس کے گھر کی صفائی کرتے ہیں اور اس کی دل جوئی فرماتے ہیں۔

یہ واقعہ زندگی کے اُس روشن بیبلو کی طرف را ہمنامی کرتا ہے کہ ہم اپنے حسن اخلاقی اور مشبت رویے سے دشمن کو بھی اپنا ہم نوا بنا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ انسانیت کی خدمت کی دعوت بھی دیتا ہے اور خدمتِ خلق کی طرف راغب کرتا ہے۔ احترام انسانیت اور تکریم آدمیت کی جزویں اسلام کی تعلیمات سے پھوٹتی ہیں۔ مذکورہ مندرجات اس امر کی طرف لے جاتے ہیں کہ خوش اخلاقی اور حسن گنگلو بھی خیرات ہے۔ کسی کو پانی پلانا بھی بے پناہ اجر کا کام ہے یہاں کی عیادت کرنا اور اس کے روزمرہ معاملات سنبھالنا بھی بے انہا ثواب کا موجب ہے۔

| اپنے حصے کی شع

یہاں ایک اور گنتی بھی بطورِ خاص قبل ذکر ہے کہ عصر حاضر میں اکثر سماجی کارکنان یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ خدمتِ خلق یا فلاحی سرگرمیوں کے لئے بہت سارے وسائل اور ذرائع ہونے چاہئیں، ایک بڑا بجٹ ہو تو لوگوں کی زندگی میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کیونکہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے فلاح و بہبود کو بہت آسان بنادیا ہے۔ پڑھی کی عیادت کر کے اور اسے ڈاکٹر تک پہنچا کر بھی ہم نیکی کا کام کر سکتے ہیں غریب لوگوں کو ضروریاتِ زندگی کی اشیاء خفے کی صورت میں دے کر ہم خدمت کر سکتے ہیں۔ راہ گیروں کے لیے پانی پلانے کا انتظام کر کے اور کسی یتیم، مستحق یا غریب خاندان کے بچے کو دردی، کتابیں یا مالی امداد دے کر فلاح کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔ ہم کسی کا قرضہ ادا کر کے، کسی کو کپڑے یا جوتے دلا کر خدمت انسانی کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ کسی بھوکے کو ایک وقت کا کھانا کھانا بھی بھلانی ہے، کسی کو اپنے علم کی روشنی سے ثبت تحریک اور ترغیب دے سکتے ہیں۔ کسی شکستہ دل کی دلجوئی اور کم ہمت کی حوصلہ افزائی، مصیبت میں کسی کو دلاسہ و تسلی

اپنے حصے کی شمع

دینا، کسی کو زندگی گزارنے کا رنگ ڈھنگ بتانا اور سلیقہ پیدا کرنا اور امید کا پیغام
دینا وغیرہ یہ سب خدمتِ خلق کے نمرے میں آتا ہے۔

ہمارے ملک میں عوام کی اکثریت تاخوندہ اور آن پڑھ ہے جو اپنی کم علمی
اور جہالت کی وجہ سے مختلف مسائل کا شکار ہے اور علم و آگہی نہ ہونے کی وجہ
سے انہیں کئی ذہنی، جسمانی اور فکری عوارض لاحق ہیں جو ان کے لیے و بال
جان بننے ہوئے ہیں۔ ان کی راہنمائی کرنا،
انہیں علم و شعور دینا، زندگی کی تہذیبی، اخلاقی
اور سماجی اقدار سے روشناس کرنا اور ان
کے معاملات کی اصلاح کرنا، تاکہ ان کی

انسانیت کی فلاح فقط پیسے یا وسائل کی محتاج نہیں
ہے اس کے لیے نیک نیقی، جذبہ اخلاص اور ایثار و
ہمدردی کی ضرورت ہے۔

زندگی کی مشکلات کا خاتمه ہو، انہیں اطمینان و سکون نصیب ہو۔ کسی کا
اضطراب ختم کر دینا۔ یہ یقیناً بہت بڑی انسانی خدمت ہے جس کے لیے
کسی بڑے سرمایہ یا وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ
کو جس علم و صلاحیت اور ہنر سے نوازا ہے اسی کو باشیں جو کبھی ختم بھی نہیں

اپنے حصے کی شع

ہوگا بلکہ تجربے اور مہارت میں اضافے کا باعث بنے گا۔ یہ خیرات یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ فلاح و بہبود بڑے سرمائی، دفاتر اور گاڑیوں وغیرہ کے بغیر ممکن نہیں ہے قطعاً غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ مذکورہ بالا صالح اعمال کی انجام دہی سے بھی خدمتِ خلق کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ انسانیت کی فلاح فقط پیسے یا وسائل کی محتاج نہیں ہے اس کے لیے نیک نیت، جذبہ اخلاص اور ایثار و ہمدردی کی ضرورت ہے، جب انسان نیکی کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو پچھلا قدم خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ ذرائع اور وسائل اس صالح اور عملی انسان کے پیچھے بھاگتے ہیں اور نیکی و راستی کے کام تائید ایزدی سے پایہ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتیں اور کرم فرماتا ہے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور فرد اپنی ذمہ داریوں سے احسن طریقے سے عہدہ برآں ہوتا ہے۔

یہاں میں نوآموز سماجی کارکنوں سے گزارش کروں گا کہ اپنے پڑوس، گلی، محلے یا علاقوں میں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں تو آپ کو چھوٹے چھوٹے

اپنے حصے کی شمع

وہ عوامی مسائل نظر آئیں گے جو صرف آپ کی شعوری کوشش، تحرک اور محنت سے حل ہو سکتے ہیں۔ صرف آپ کو اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اس سے معاشرتی زندگی میں ثابت تبدیلی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ بہت سارے فلاجی ادارے (NGOs) قائم ہوئے اور ان میں سے کئی ایک عدم کارکردگی کی بناء پر بند بھی ہو چکے ہیں۔ بھی معاملات ایسے بھی ہو جاتے ہیں کہ مخیّر ادارے بجٹ پورا نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے جاری رفاهی منصوبے روک جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے خدمتِ خلق کی بنیاد ہی معيشت پر کھچھوڑی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمیں اپنے علم و فکر، تجربے، قابلیت و صلاحیت اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اپنے ترقیاتی اور فلاجی منصوبہ جات کو آگے بڑھانا چاہیے۔ اس سے عوام کا سماجی کارکنوں اور فلاجی اداروں پر اعتماد قائم ہو گا۔

اس وقت قوم مشکلات میں گھری ہوئی ہے اور اکثر لوگوں سے یہ سننے کو ملتا ہے کہ اس ملک نے ہمیں کیا دیا ہے! خدا کے بندو! ہمیں ایسا ہرگز نہیں سوچنا چاہیے بلکہ ہمیں یہ فکر کرنی چاہیے کہ ہم

نے اس ملک کو کیا دیا ہے۔ اس مقدار ارض وطن نے تو ہمیں سب کچھ دے دیا ہے ہماری شناخت اپنے حصے کی شع
اسی ملک سے ہے۔ ہم نے یہاں کے عظیم اساتذہ کرام سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ہمارے بزرگوں، اساتذہ کرام اور معاشرے نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمیں پروان چڑھایا ہے۔ اب ہمارا دینے کا وقت آیا ہے تو ہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس ملک میں کچھ نہیں ہے اور یہاں سے ہمیں کچھ حاصل بھی نہیں ہوا۔ یہ سوچ اور انداز فکر بدلنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ مملکت خداداد

پاکستان نے ہمیں ہر لحاظ سے سب کچھ عنایت کیا ہے۔ اب دینے کی باری ہے کس قدر رافسوس کی بات ہے کہ ہم یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تحصیل علم کرتے ہیں۔ اس دوران ہمارے مستحکم اور مستقل بنیادوں پر سماج کی فلاں و بہبود اور تعمیر و ترقی بھی نہایت اہم ہے جس سے انسانیت کے مسائل اور مشکلات ختم ہوتی ہیں۔

گھروں لوں سمیت اہلیاں علاقہ اور کتنے افراد نے ہماری تعلیم و تربیت، تغیری شخصیت اور ہمیں پروان چڑھانے میں کردار ادا کیا۔ ان سب کی خدمات ہمارے لیے تھیں۔ لہذا نوجوانوں کے علاوہ عام پاکستانی کو بھی یہ سبق دینے کی ضرورت ہے تاکہ اصلاح فکر ہو اور پاکستان کا وقار قائم ہو۔ یہ بھی ایک فلاجی کام ہے اور دی این جی او ولڈ (The NGO World) اس خدمت

اپنے حصے کی شمع

میں مصروف عمل ہے۔ ہم نے مختلف اداروں اور قومی سطح کے سماجی کارکنوں کی مشاورت اور راہنمائی سے ایسے بہت سارے رفاهی پروگرام اور سماجی منصوبہ جات مرتب کئے ہیں جن سے فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی میں (اپنے تینیں اور اپنے وسائل میں رہتے ہوئے) کردار ادا کیا جاسکے۔ جب خداخواستہ ملک میں قدرتی آفات (زلزلہ، سیلاہ وغیرہ) کے نتیجے میں تباہی ہوتی ہے اور عوام متاثر ہوتے ہیں تو دی این جی او ولڈ کا کارکن عملہ ”ریپانس پروگرام“ کے تحت متاثرین کی امداد و بحالی کے لیے بھرپور اقدامات کرتا ہے ان کی مشکلات کے خاتمے اور مسائل کے حل کے لیے رفاهی سرگرمیاں وقوع پذیری کی جاتی ہیں۔

نوجوانوں کی تعمیر و اصلاح کے لیے (Path Program) ”تعمیر سیرت کا راستہ“ مرتب کیا گیا ہے جس کے تحت نوجوانوں اور نوادرد سماجی کارکنوں کو عملی فلاحی سرگرمیوں کی تربیت دی جاتی ہیں۔ انہیں مسائل کے حل اور خدمات کی فکری و عملی راہنمائی فراہم کر کے متحرک کیا جاتا ہے ان کی مہارت اور استعدادی قوت میں اضافہ کر کے انہیں خدمت و ترقی کے راستے پر گامزن کیا جاتا ہے تاکہ وہ ملک و قوم کے لیے مفید اور موثر شہری ثابت ہوں۔

اپنے حصے کی شعبہ (Institute of NGO Leadership and INGOLAM)

انگلو بیم پروگرام کا مقصد این جی اوز کو جدید عصری تقاضوں سے ہم Management) آہنگ منصوبہ جات اور پروگراموں سے روشناس کرانا ہے۔ انہیں باقاعدہ عملی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ رفاهی امور کو کیسے متوثرا، دیرپا اور ثابت نتائج کا حامل بنائے ہیں اور سماجی زندگی میں مستحکم اور ٹھووس بنیادوں پر بہتری و تبدیلی کیسے آئے گی! افراد کی زندگیوں میں آسانیاں کس طرح لائی جائیں۔

عظمیم تر فلاحی نظام کا اجراء اس لیے ہوا کہ جو سماجی Greater Good Program کارکن، فلاج کار اور رفاهی ادارے مثبت اور مفید امور انجام دے رہے ہیں ان کے مابین روابط مضبوط کئے جائیں تاکہ اشتراک عمل سے سماجیات میں تحقیق، جدید سماجیاتی اصول اور عصر حاضر کی ضرورتوں کے مطابق فلاجی پروگرام ترتیب پاسکیں اور پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ علم و ہنر میں اضافہ ہو۔ معلومات کا تبادلہ اور کامیاب رفاهی منصوبہ جات سے آگئی ملے۔ جس سے مثبت اقدار کا فروغ اور عظمیم تر فلاحی سرگرمیوں کو وسعت مل رہی ہے۔ گریٹر گلد (Greater Good) پروگرام عظمیم تر فلاحی نصب اعین کے حصول کے لیے کوشش ہے ماہنامہ گریٹر گلد

اپنے حصے کی شمع (Monthly Greater Good) کی اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ادارے کا ذیست (ZEST) پروگرام ایسے ہونہار اور ذہین طباء کی تعلیمی کفالت کر رہا ہے جو نامساعد معاشری حالات کی وجہ سے ثانوی یا اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ انہیں وظائف دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنا تعلیمی شوق پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی منزل تک پہنچ سکیں تاکہ قومی تغیر و ترقی کا باب روشن ہو۔ علاوہ ازیں ادارے کے قائم کردہ ذیست (ZEST) سکولوں میں 7 تا 11 سال کی عمر کے ان بچوں کو 3 سال میں پرائمری جماعت کا امتحان پاس کرایا جاتا ہے جو

ہمارا دینے کا وقت آیا ہے تو ہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس ملک میں کچھ نہیں ہے اور بہاں سے ہمیں کچھ حاصل بھی نہیں ہوا۔

معاشری بدخلی کی وجہ سے ابتدائی جماعتوں میں اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وقت ذیست (ZEST) پروگرام کے تحت تقریباً 5000 طلبہ و طالبات دوبارہ تعلیمی عمل میں شامل ہوئے ہیں اور زیورِ علم سے آرستہ ہو رہے ہیں۔

دی این جی اور لذت نے بہنوں اور بیٹیوں کیلئے RIDA (RIDA) پروگرام جاری کیا ہے۔ جس کا مقصد بچوں اور خواتین کی من جملہ سماجی ضروریات پوری کرنا ہے۔ یہ خواتین کو قومی دھارے

میں شامل کرنے والا جامع اور دور رس تابع کا حامل مفید پروگرام ہے۔ انہیں ہنرمندی کی اپنے حصے کی شعبہ تربیت سماجی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور سماجی و تہذیبی روایات سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ ”ردا گرز کا جماعتی سیال“ میں ایف اے۔ ایف ایس سی، بی اے، بی ایس سی، ایم اے، ایم ایس سی، بی ایڈ اور ایم ایڈ کی جماعتوں میں طالبات کی ایک بڑی تعداد اعلیٰ تعلیمی مدارج طے کر رہی ہے۔ یہ تعلیمی ادارہ اپنی مدد آپ کے تحت مستحکم بنیادوں پر قائم ہے اور علاقے کے والدین اور بچوں کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔

دی این جی اوورلڈ کا برکت (BARKAT) پروگرام اسلامی مائیکرو فناں کے زریں اصولوں پر استوار ہے اس پروگرام میں حلال جانوروں کی پرورش کو غربت کے خاتمے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ شرعی قاعدے ”مضاربہ“ پر قائم ایک منفرد اور با برکت حکمت عملی ہے۔ اسلامی تعاون کی بین الاقوامی تنظیم اوسی (O.I.C) کے ذیلی ادارے ”سیسرک“ (SESRIC) جس کا صدر دفتر ترکی کے شہر انقرہ میں ہے، نے اسی ڈبلیو فاؤنڈیشن کے برکت پروگرام کو معیاری، مفید و موثر، مثالی اور قابل عمل منصوبہ قرار دیا ہے جسے تخفیف غربت میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اس پروگرام کو کسی بھی اسلامی خطے میں آسانی کے ساتھ جاری

منظمة التعاون الإسلامي

مركز الأبحاث الإحصائية والاقتصادية
والاجتماعية والتدريب للدول الإسلامية



ORGANISATION
COOPÉRATION

CENTRE DE RECHERCHES
ÉCONOMIQUES ET
D'INFORMATION POUR LES



کیا جاسکتا ہے۔ برکت پروگرام کے دائرہ کار کو بڑھایا جا رہا ہے۔ ادارے کی انتظامیہ بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ برکت پروگرام کو حکومتی اداروں اور قومی فلاجی تنظیموں کے اشتراک عمل سے ملک کے ان حصوں تک پھیلا دیا جائے جہاں غربت و افلاس کے ڈیرے ہیں۔ حالانکو روں کی پروش صدیوں سے آزمودہ اور قابل عمل تجارت ہے چنانچہ ادارہ اسے آگے بڑھانے میں پیش رفت کر رہا ہے۔

دی این جی او ولڈ نے تاخیر سے ہی سہی لیکن قومی پیمانے پر سماجی خدمات اور تعمیر و ترقی کے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ ادارے نے 14 اگست سے ضلعی حکومت خانیوال کی معاونت سے اور ڈی اسی اوصاحب کی راہنمائی میں سکولوں اور کالجوں میں شجر کاری مہم شروع کی ہے۔ محمد جنگلات سے پودے حاصل کئے جائیں گے اور ضلع بھر کے تعلیمی اداروں میں درخت لگائے جائیں گے کیونکہ ماحولیاتی آسودگی دنیا بھر میں ایک سُگنیں اور جان یو امسکنہ بنتی جا رہی ہے اس طرف توجہ، تحقیق اور شعور کی بیداری وقت کی ضرورت ہے۔ اس لیے ادارے نے درخت لگانے، صاف پانی کی فراہمی اور اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے ضروری لوازمات پورے کرنے کا ایک عملی اور جامع منصوبہ تفصیل دیا ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں صاف سترے ماحول اور صحت افزاء آب و ہوا

اپنے حصے کی شمع

میں سانس لے سکیں اور ہم انہیں خوشنگوار صحت بخش فضاء، حفاظان صحت کے اصولوں کے مطابق پانی کے ساتھ ایک دلکش و خوب صورت پاکستان کا تخفہ دے سکیں۔

اقوامِ متحدہ عالمی برادری کا سب سے بڑا فورم ہے جس میں دنیا بھر کے قابل، ذہین، اپنے اپنے شعبوں کے ماہر اور عالی دماغ افراد شامل ہیں۔ انہوں نے 2030ء تک کامباجی ترقیاتی لائچے عمل ترتیب دیا ہے تاکہ مسکن و ٹھوس بندیاں دوں پر اور عالمی سطح پر سماجی ترقی کے مقاصد کا یقینی حصول ممکن ہو سکے۔ چونکہ پاکستان اقوامِ متحده کا رکن ہے لہذا میں ہمیں چاہیے کہ اپنے معاشرے میں ان مقاصد کے حصول کی تگ و دو کرنی چاہیے۔ عوام کو سماجی ترقی کے عالمی دھارے میں شامل کرنے کے لئے انہیں عمل کی راہوں پر گامزن کرنا ضروری ہے۔ دی این جی اوورلڈ نے اس ترقیاتی منشور عمل کو عوام manus میں متعارف کرانے اور اس بارے میں شعور کی آگئی کا ایک باقاعدہ پروگرام مرتب کیا ہے تاکہ پھیلی سطح سے سماجی ترقی کا عمل شروع ہو اور عالمی طور پر انسانی زندگی آسان اور بہتر ہونے کے اسباب پیدا ہوں۔ حکومت کا ساتھ دینا اور اس کے عوامی امور میں ہاتھ بیٹانا بھی ایک بڑی فلاجی خدمت ہے۔ دی این جی اوورلڈ (The NGO World) اور آئی سی (O.I.C) کے ذیلی ادارے ”سیسرک“ (SESRIC)

کے اشتراک عمل سے مسلمان ممالک میں فلاجی سرگرمیوں میں گامزن این جی اوز کی استعداد دکار اپنے حصے کی شمع میں اضافے اور تعمیری قوت بڑھانے کے پروگرام مرتب کر رہی ہے اس سلسلے میں اوآئی سی این جی او اکیڈمی (O.I.C NGO Academy) کے قیام اور معلومات کے تابدے میں بھر پور کردار ادا کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز بہت جلد اس پروگرام کا افتتاح ہونے والا ہے۔ یہ

پاکستان کے لئے باعث صد افتخار اور اعزاز کی بات ہے کہ پاکستانی تنظیم اوآئی سی (O.I.C.) کی معاونت سے عالمی سطح پر مسلمان ممالک کی بہتری اور فلاح میں کردار ادا کرے گی اس سے جہاں ہمارے علم و تحریب،

ماحولیاتی آلو دگی دنیا بھر میں ایک نگین اور جان لیوا مسئلہ بنتی جا رہی ہے اس طرف توجہ، تحقیق اور شعور کی بیداری وقت کی ضرورت ہے۔

صلاحیت اور مہارت میں اضافہ ہو گا وہاں مین الاقوامی طور پر راجح تعلیم، صحت، زراعت سمیت دوسرے شعبوں کے بہت سارے قابل عمل اور آزمودہ سماجی تغیر و ترقی کے منصوبہ جات کے اطلاق کا طریقہ کار اور اہم معلومات حاصل ہوں گی۔ اور وہ ہمارے ترقیاتی و رفاقتی امور اور فلاجی پروگراموں سے بھی مستفید ہوں گے۔

خلاصہ گفتگو

یہاں تمام باتیں تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ این جی او برادری کے لوگ اپنے افعال اور سرگرمیوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں ثبت خطوط پر منظم و مربوط کریں خلوص نیت اور ایثار و قربانی کے جذبے سے لوگوں کی خدمت کریں۔ ان غلط کاموں اور ناجائز امور کی انجام دہی نہ کریں جن سے پاکستان کی عزت و وقار کو دھچکا لگتا ہے اور پوری قوم کے ساتھ ساتھ مذہب و معاشرہ بھی بدنام ہوتا ہے۔ لہذا منصوبوں یا بجٹ کے حصول کے لیے ذلیل و خوارہ ہوں اور نہ ہی کسی کے آله کار بنیں۔ حکومت پاکستان کے قوانین اور عائد کردہ قواعد و ضوابط کی بالتزام پابندی کریں۔ اگر ہمیں رفاهی منصوبوں یا سرگرمیوں کے دوران کوئی آئینی رکاوٹ یا مشکلات پیش آتی ہیں تو حکومت کو موثر انداز میں تحریری طور پر مطلع کریں کہ ایسی حکمت عملیاں نہ تشكیل

دیں جن سے رفاه عامہ تعطل کا شکار ہو جائے۔ سماجیات کے سارے قاعدے، پیانے، اصول و اپنے حصے کی شع

ضوابط اور لوازمات و ضروریات کے مطابق خدمتِ خلق کے پروگرام بنائیں، معیاری اور بہترین کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کی رفاهی امور انجام دینے میں مدد و معاونت کریں۔ ہمیں حکومت کی پالیسیوں کے مطابق چلنا چاہیے۔ سرکاری مشینری نے عوام کی فلاں و بہبود اور سماجی تغیرت و ترقی کے لیے جو منشور اور لائچ عمل تجویز کیا ہے وہی ہماری راہ عمل ہونی چاہیے۔ ہمیں ملک کی عزت و آبرو، قومی حمیت و غیرت، معاشرے کے وقار اور بھرم کا امین ہونا چاہیے اور ملت کی نیک نامی کا باعث بننا چاہیے۔ یہاں پر میں ایک وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سماجی کارکنوں اور اداروں کا فرض ہے کہ وہ پاکستانی تہذیب و تمدن، معاشرتی ثقافت اور اسلامی روایات کے مطابق خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں کسی بھی فرد کو مذہب، رنگ و نسل، معاشرتی درجہ بندی یا کسی بھی اعتبار سے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ہمارے وطن میں جو غیر مسلم اقليتیں آباد ہیں وہ سب اللہ کے پیدا کردہ انسان اور پاکستانی ہیں چنانچہ جب خدمتِ خلق کا معاملہ ہو تو مذہب، ذات برادری اور علاقائی تفریق وغیرہ سے بالآخر ہو کر ہر کسی کی امداد و بحالی اور ترقی میں کردار ادا کرنا چاہیے۔ انسانیت کے ساتھ ثابت و متوازن رویہ، اور مساویانہ

اپنے حصے کی شمع

بنیادوں پر حسن سلوک سماجی فلاح و بہبود کی بنیادی اکائی ہے کیونکہ ”**خیر الناس من ينفع الناس**“ میں انسانوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا درس دیا گیا ہے اور ہمارا نمہب اسلام انسانیت کی بھلائی، عزت و تکریم اور احترام آدمیت سیکھاتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات، نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خدمت خلق کے زریں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے عظیم رہنماؤں قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ اور حضرت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ کے افکار و فرمودات کے مطابق خدمت خلق کو پروان چڑھانا، عمومی زندگی میں مثبت تبدیلیاں اور آسانیاں پیدا کرنی چاہیں۔ اللہ کے جوبندے ایثار و ہمدردی کے جذبات سے مغلوب ہو کر انسانوں کی خدمت کر رہے ہیں ان کا خیر مقدم ہونا چاہیے۔ وہ ہمارے سماجی ہیر و ہیں الہذا ان کے دست و بازو بن کر فلاح کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔

خدمت خلق کے اُفق پر حضرت عبدالستار ایڈھی رحمہ اللہ کی شخصیت آفتاب خدمت کے طور پر منبع نور ہے وہ دنیا بھر کے انسانوں اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک روشن بینار کی حیثیت رکھتے ہیں



Tommy Englehart

یقیناً انہوں نے اپنے پیش رو سماجی کارکنوں اور فلاح کاراداروں کے لئے خدمتِ خلق کے عظیم تر معیار اور سٹھن پہنچ چھوڑے ہیں۔ ان کی سماجی خدمات کا معیار اور ہدف حاصل کرنا عصر حاضر کے سماجی کارکنوں کے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس عہد تک پہنچ سکتے ہیں جو انہوں نے مخلوقِ خدا کی خیر و بھلائی کے لئے کیا ہوا تھا۔ ان کے عجز و انکساری، سادگی اور قیامت پسندی کے درجے تک پہنچنا ایک مشکل امر ہے نہ ہی ان کے جذبہ خدمت و اخلاص، ایثار و ہمدردی کو کوئی چھوٹتا ہے اپنی کاز سے وفاداری، قطعی بے غرض ہونا اور تازندگی مستقل مزاجی سے فلاج انسانیت کے لئے کوشش رہنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ان میں اخلاقی اقدار کی پاسداری، انسان دوستی اور شخصی اوصاف بدرجہ اُتم موجود تھے۔ آج کے سماجی کارکنوں کے سامنے حضرت عبدالستار ایدھی رحمۃ اللہ کا کردار و عمل مشعل راہ ہے لیکن ہم اس شخصیت کے اوصاف اور خوبیاں اپنانے سے قاصر ہیں کیونکہ ان کے طرزِ عمل کی پیروی کرنا سماجی کارکنوں کے لئے بہت مشکل ہے بہر حال اگر ہم ان کے اعلیٰ اوصابوں اور فلاجی مضابطوں پر کسی حد تک بھی عمل پیرا ہو جائیں تو اس سے بھی سماجی خدمات میں نکھار آجائے گا۔

یہاں میں پاکستانی قوم کی مدد ریسا، ڈاکٹر روتھ کیتھرینا فاؤ کا انسانیت سے پیار، ایثار و اخلاص | اپنے حصے کی شع

اور ان کی فلاجی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کروں گا۔ وہ ”دختران دل مریم“ (Daughters of the Heart of Many) نامی فلاجی تنظیم میں شامل ہوئیں۔

”میری ایڈی لیڈ موسائٹ آف پاکستان“ کی سربراہ اور پاکستان سے جذام کے مرض کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنے والی جرمن نڑا دخاتون تھیں جنہوں نے جذام کے مرض کا شکار معاشرے کے دھنکارے ہوئے انسانوں کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ان کی بے لوث کاوشوں کی بدولت پاکستان میں جذام کا مرض مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ 1996ء میں عالمی ادارہ صحت نے پاکستان کو ایشیاء کا پہلا ملک قرار دیا جہاں جذام کے مرض پر گلی طور پر قابو پالیا گیا ہے۔ ان کی گمراں قدر خدمات کے صلے میں انہیں حکومت پاکستان، جرمنی اور متعدد عالمی اداروں نے ایوارڈ واعز ازات سے نوازا جن میں نشانِ قائدِ اعظم، ہلالِ پاکستان، ہلالِ امتیاز، جرمنی کا آرڈر آف میرٹ اور آرڈر آف کراس وغیرہ شامل ہیں۔ آغا خاں یونیورسٹی نے روتھ فاؤ کو ڈاکٹر آف سائنس کا اعزاز دیا۔



انہوں نے 57 برس اس ملک و قوم کی خدمت کی اور بچپن ہزار سے زائد جذام (کوڑھ) کے اپنے حصے کی شمع میں مبتلا گھر انوں کو شفایا بکیا۔ ڈاکٹر روتھ کیتھرینا فاؤنڈشن نوں 87 برس کی عمر میں کراچی میں وفات پا گئیں۔ ان کی میت کو قومی پرچم میں لپیٹ کر سینٹ پیٹریک چرچ لا یا گیا جہاں ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا، پاک فوج کے دستے نے ان کی میت کو سلامی دی اور انہیں مکمل سرکاری اعزاز کے ساتھ گورا قبرستان کراچی میں سپردخاک کیا گیا۔ یہ سماجی شعبے کے لیے ازحد باعث خیر اور اعزاز کا مظہر ہے کہ بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے بعد حضرت عبدالستار ایڈھی[ؒ] اور ڈاکٹر روتھ کیتھرینا فاؤنڈشن کو سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنا دیا گیا ہے اس امر سے بھی شعبہ خدمتِ خلق اور فلاح کاروں کی اہمیت و افادیت مسلمہ ثابت ہوتی ہے۔ انسانوں کی بے مثال فلاح و بہبود پر حضرت عبدالستار ایڈھی[ؒ] کو ”بابائے انسانیت“ کہا جاتا ہے اس لحاظ سے ڈاکٹر روتھ فاؤنڈر انسانیت“ کا لقب صادق آتا ہے۔ ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اُس نوجوان بڑی کو، جس نے اپنی جوانی پاکستان کے ان ستم رسیدہ والا چار مریضوں پر قربان کر دی جنہیں سب نفرت و کراہت سے دیکھتے تھے اور انہیں اچھوت قرار دے کر جنگلوں، ویرانوں اور بیابانوں میں سک سک کر منے کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ ہم تہہ دل سے

اپنے حصے کی شمع

شکر یہ ادا کرتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں اس نیک دل بڑھیا کو، جس نے اپنی آخری سانس تک پاکستانیوں کی خدمت کی۔ ہم منون و احسان مند ہیں اس مسیحی کے، جس نے اپنا وطن ترک کر کے انسانیت کی خدمت کو اولین ترجیح دی اور انسان دوستی کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ یہاں یہ کہنا بالکل مناسب ہو گا کہ ہم سب عبدالستار ایدھی یا روتھ فاؤنڈیشن بن سکتے۔ ایسے لوگ جن کا

کام بہت بڑا اور عظیم الشان ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔

ہمارے جیسے چھوٹے اور پست ہمت لوگوں کے کرنے کے کام کچھ اور ہیں۔ یہ عظیم لوگ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں لہذا ہمیں ان کی تقاضہ کرنی چاہیے اور اس امر کا

بھرپور اعتراف کرنا چاہیے کہ انہوں نے انسانیت کے لیے گراں قدر کارنا مے سر انجام دیئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی زندگی کو مثال بنا کر سماج کے کسی بھی شعبے میں کسی ایک فرد اگھرانے کی تاریک زندگی میں روشنی لا سیں تاکہ فلاح انسانیت کی راہیں ہموار ہوں۔

علاوہ ازیں دو ریاضتیں بھی ایسی مخلص اور بے لوٹ سماجی شخصیات موجود ہیں جو اس ملک کے عوام کی مشکلات، مسائل اور مصائب و آلام کے خاتمے میں سرگرم عمل ہیں اور سماج میں بنیادی

اللہ کے جو بندے ایثار و ہمدردی کے جذبات سے مغلوب ہو کر انسانوں کی خدمت کر رہے ہیں ان کا خیر مقدم ہونا چاہیے۔

ضروریات کو فراہمی کا ذریعہ ہیں۔ یہ لوگ بھی ہمارے سماجی ہیرو ہیں اور ان کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں نہیں ہو سکتا انشاء اللہ آئینہ کسی اشاعت میں ان کے کردار پر بھی بھرپور روشنی ڈالوں گا۔ ان کی خدمات کو سراہنا اور ان کا خیر مقدم کرنا ہمارا ملی فریضہ ہے تاکہ ان کے حوصلے جوان رہیں اور وہ زیادہ خلوص و محبت سے متحرک رہیں۔

جو لوگ خدمت و بھلائی کے راستے پر اپنے حصے کی شمع جلانے ہوئے ہیں ان میں سماجی کارکن، رضا کار، مخیر حضرات، فلاح کار، خیراتی و عطیہ دینے والے ادارے، دفتری نظام کو روائی دواں رکھنے والے، ناگہانی آفات و حادثات میں امدادی کارروائیاں وقوع پذیر کرنے والا اور فیلڈ میں کام کرنے والا کارکن عملہ وغیرہ، یہ سب لاکچ تحسین ہیں۔ میں پاکستان کی 70 ویں سالگرہ کے مبارک موقع پر ان کے ایثار و خلوص، خدمات اور کارکردگی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میری قوم سے گزارش ہے کہ ہر فرد انفرادی طور پر اپنا محاسبہ کرے اور اپنی زندگی کو ملک و قوم کی فلاح و بہبود کی طرف راغب کرے۔ اس مقدس دن کے موقع پر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ پاکستان کی ترقی و تحولی اور عوامی زندگی میں ثابت تبدیلی، آسانی و بہتری لانے میں ممکنہ جدوجہد کرتے رہیں گے۔ خدمتِ خلق کے دائرہ کارکومزید و سمعت و استحکام دیں گے اور سماجی شعبے کی ترقی کے

اپنے حصے کی شمع ساتھ ساتھ انسانیت کے مسائل کا حل اور دکھوں کا مداوا کرنے میں اپنی بھرپور کوششیں بروئے کار لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

اہمیان وطن کو 70 وال یوم آزادی مبارک ہو
پاکستان زندہ باد



Zafar Iqbal

Founder The NGO World
Goodwill Ambassador-World NGO Day



www.thengoworld.com



[zafariqbal.tnw](#)



[ZafarTNW](#)

کتابچہ مصنف کے ذاتی خیالات پر مشتمل ہے جس سے متفق ہونا ضروری نہیں